Hussani Dhula

Mulana Muhammad Ilyas Attar Qadri (Damat Barkatuhumul Aaliya)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

حسینی دولہا رضی اللہ عنہما

شیطٰن لاکھ سستی دلائے امیرِ اہلسنت کا یہ بیان[1] مکمل پڑھ لیجئے ان شاءَ اللہ عزوجل آپ اپنے دل میں مَدَنی انقلاب برپا ہوتا محسوس فرمائیں گے۔

حضرتِ شیخ محمد بن سُلیمان جَزُولی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، میں سفر پر تھا۔ ایک مقام پر نَماز کا وقت ہوگیا، وہاں کُنواں تو تھا مگر ڈول اور رسّی نَدارَد میں اِسی فکر میں تھا کہ ایک مکان کے اوپر سے ایک بچّی نے جھانکا اور پوچھا، آپ کیا تلاش کر رہے ہیں؟ میں نے کہا، بیٹی! رسّی اور ڈول۔ اُس نے پوچھا، آپ کا نام؟ فرمایا، محمد بن سُلیمان جَزُولی۔ بچّی نے حیرت سے کہا، اچھا! آپ ہی ہیں جن کی شہرت کے ڈنکے بج رہے ہیں اور حال یہ ہے کہ کُنویں سے پانی بھی نہیں نکال سکتے! یہ کہہ کر اس نے کُنویں میں تھوک دیا۔ کمال ہوگیا! آناً فاناً پانی اوپر آگیا اور کُنویں سے چھلکنے لگا۔ آپ نے وُضو اور نَماز سے فراغت کے بعد اُس **باکمال بچّی** سے

[1] یہ بیان امیرِ اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ نے تبلیغِ قرآن و سنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے کراچی میں سندھ سطح پر ہونے والے تین روزہ سنّتوں بھرے اجتماع ۱۴۲۰ھ میں فرمایا۔ تھا جو ضروری ترمیم کے ساتھ طبع کیا گیا ہے۔ ۔احمد رضا الدین عطّار

فرمایا، بیٹی! سچ بتاؤ تم نے یہ کمال کس طرح حاصل کیا؟ کہنے لگی، "میں دُرُودِ پاک پڑھتی ہوں، اِسی کی بَرَکت سے یہ کرم ہوا ہے۔" آپ علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں، اُس **باکمال بچّی** سے متأثر ہو کر میں نے وَہیں عہد کیا کہ میں دُرُود شریف کے متعلِّق کتاب لکھوں گا۔ چنانچِہ آپ نے دُرُودشریف کے بارے میں کتاب لکھی جو بے حد مقبول ہوئی اور اُس کتاب کا نام ہے، "دلائلُ الخَیرات"۔[۱]

صلوا علی الحبیب! صلی اللہ علی محمد

ابھی پچھلے دنوں ہم نے کربلا کے عظیم شہیدوں کی یاد منائی ہے۔ آیئے! میں آپ کو کربلا کے **حُسَینی دُولہا** کی درد انگیز داستان سناؤں۔ چنانچِہ خلیفۂ اعلیٰحضرت، صدرُالافاضِل حضرت علّامہ مولٰینا سیِّد محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب "سوانِحِ کربلا" میں نقل کرتے ہیں،

حُسینی دولھا

حضرتِ سیِّدُنا وَہب ابنِ عبداللہ کلبی رضی اللہ عنہ قبیلہ بنی کلب کے نیک خُو اور خوبرو نوجوان تھے، عُنفُوانِ شباب، اُمنگوں کا وقت اور بہاروں کے دن تھے۔ صِرف سترہ (۱۷) روز شادی کو ہوئے تھے اور ابھی بِساطِ عِشرت ونَشاط گرم ہی تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آپ کی والِدۂ ماجِدہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں۔ جوایک بیوہ عورت تھیں اور جن کی ساری کمائی اور گھر کا چَراغ یِہی ایک نوجوان بیٹا تھا۔ مادرِ مُشفِقہ نے پیارے بیٹے

۱؎ سعادۃ الدارین ص ۱۵۹ ۔ احمد رضا ابن عطار

کے گلے میں باہیں ڈال کر رونا شروع کردیا۔بیٹا حیرت میں آکر ماں سے پوچھتاہے، پیاری ماں! رنج وملال کا سبب کیاہے؟مجھے یاد نہیں پڑتا کہ میں نے اپنی عمر میں کبھی آپ کی نافرمانی کی ہو۔نہ آئندہ ایسی جرأت کرسکتاہوں۔آپ کی اطاعت وفرماں برداری مجھ پر فرض ہے اور میں اِن شآءَ اللّٰہ عزوجل تابہ زندگی مُطیع وفرمانبردار ہی رہوں گا ماں!آپ کے دل کو کیا صدمہ پہنچا اور آپ کو کس غم نے رُلایا؟میری پیاری ماں، میں آپکے حکم پر جان بھی فِدا کرنے کو تیّارہوں آپ غمگین نہ ہوں۔

سعادت مند اِکلوتے بیٹے کی یہ سعادت مندانہ گفتگو سن کو ماں اور چیخ مارکر رونے لگی اور کہنے لگی، اے فرزندِ دِلبند!تُوہی میری آنکھ کا نور، میرے دل کا سُرور ہے اے میرے گھر کے روشن چَراغ اور میرے باغ کے مَہکتے پھول! میں نے اپنی جان گھلا گھلاکر تیری جوانی کی بہار پائی ہے۔تُو ہی میرے دل کا قرار اور میری جان کا چین ہے۔ایک پَل تیری جدائی اورایک لمحہ تیرا فِراق مجھ سے براداشت نہیں ہوسکتا۔

چُو دَر خَواب باشَم تُوئی دَرخَیالَم
چُو بَیدار گَردَم تو دَر ضَمِیرَم

اے جان مادر! میں نے تجھے اپنا خونِ جگر پلایا ہے۔آج اِس وقت دشتِ

کربلا میں نواسۂ محبوبِ ربّ ذُوالجلال صلی اللہ علیہ وسلم عزوجل، مولیٰ مشکلکُشا کرم اللہ وجہہ کا لال، خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کا نونہال، شہزادۂ خوش خِصال رضی اللہ عنہ ظلم وسِتم سے نِڈھال ہے۔ میرے لال! کیا تجھ سے ہو سکتا ہے کہ تُو اپنی جان اس کے قدموں پر قربان کرڈالے! اس بے غیرت زندگی پر ہزار تُف ہے کہ ہم زندہ رہیں اور سلطانِ مدینۂ منوّرہ، شہنشاہِ مکۂ مکرمہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لاڈلا شہزادہ رضی اللہ عنہ ظلم وجفا کے ساتھ شہید کردیا جائے۔ اگر تجھے میری مَحبّتیں کچھ یاد ہوں اور تیری پرورش میں جو مُحنتیں میں نے اٹھائی ہیں ان کو تُو بھولا نہ ہو تو اے میرے چمن کے مہکتے پھول! تو پیارے حُسین رضی اللہ عنہ کے سر پر صَدْقے ہوجا۔ **حُسینی دولھا** سیدُنا وَہب رضی اللہ عنہُ نے عرض کی، اے مادرِ مہربان، خوبیٔ نصیب، یہ جان شہزادہ حسین رضی اللہ عنہ پر قربان ہو میں دل و جان سے آمادہ ہوں، ایک لمحہ کی اجازت چاہتا ہوں تاکہ اُس بی بی سے دُو باتیں کرلوں جس نے اپنی زندگی کے عیش و راحت کا سہرا میرے سر باندھا ہے اور جس کے ارمان میرے سوا کسی کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتے۔ اس کی حسرتوں کے تڑپنے کا خیال ہے، اگر وہ چاہے تو میں اس کو اجازت دے دوں کہ وہ اپنی زندگی کو جس طرح چاہے گزارے۔

ماں نے کہا، بیٹا! عورتیں ناقِصُ العقل ہوتی ہیں، مبادا تو اُس کی باتوں میں آجائے اور یہ سعادت سَرمدی تیرے ہاتھوں سے جاتی رہے۔

حُسینی دولھا سیدُنا وہب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، پیاری ماں، امامِ حُسین

علیٰ جَدِّہٖ وَعلیہ السلام کی مَحبت کی گِرہ دل میں ایسی مضبوط لگی ہے کہ ان شاءَ اللہ عزوجل اس کو کوئی کھول نہیں سکتا اور ان کی جاں نثاری کا نقش دل پر اس طرح کندہ ہوا ہے جو دنیا کے کسی بھی پانی سے نہیں دھویا جاسکتا۔ یہ کہہ کر بی بی کی طرف آئے اور اسے خبر دی کہ فرزندِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، ابنِ فاطِمہ بَتول رضی اللہ عنہا، گلشنِ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کے مہکتے پھول رضی اللہ عنہ میدانِ کربلا میں رَنجیدہ ومَلُول ہیں۔ غدّاروں نے ان پر نَرغہ کیا ہے۔ میری تمنّا ہے کہ ان پر جان قربان کروں۔ یہ سن کر نئی دُلہن نے ایک آہِ سرد دلِ پُردرد سے کھینچی اور کہنے لگی، اے میرے سر کے تاج! افسوس کہ میں اس جنگ میں آپ کا ساتھ نہیں دے سکتی۔ شریعتِ اِسلامیہ نے عورتوں کو لڑنے کے لئے میدان میں آنے کی اجازت نہیں دی۔ افسوس! اِس سعادت میں میرا حصّہ نہیں کہ تیرے ساتھ میں بھی دشمنوں سے لڑکر امام عالیمقام رضی اللہ عنہ پر اپنی جان قربان کروں۔ سبحٰن اللہ عزوجل آپ نے تو جنّتی چَمنِستان کا ارادہ کرلیا وہاں حُوریں آپ کی خدمت کی آرزو مند ہوں گی۔ بس ایک کرم فرمادیں اور مجھ سے عہد کریں کہ جب سردارانِ اہلبیت علیہم الرضوان کے ساتھ جنّت میں آپ کیلئے بے شمار نعمتیں حاضر کی جائیں گی اور جنّتی حُوریں آپ کی خدمت کیلئے حاضر ہوں گی۔ اُس وقت آپ مجھے بھی ہمراہ رکھیں گے۔ **حسینی دولہا** اپنی اُس نیک دُلہن اور برگزیدہ ماں کو لے کر فرزندِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دُلہن نے عرض

کیا، یا ابنَ رسولِ اللہ! شُہداء گھوڑے سے زمین پر گرتے ہی حُوروں کی گود میں پہنچتے ہیں اور غلمانِ جنّت کمالِ اطاعت شعاری کے ساتھ ان کی خدمت کرتے ہیں۔" یہ حُضُور پر جاں نثاری کی تمنّا رکھتے ہیں۔ اور میں نہایت ہی بے کس ہوں، کوئی ایسے رشتہ دار بھی نہیں جو میری خبر گیری کر سکیں۔ التجا یہ ہے کہ عرصہ گاہ محشر میں میری "ان" رضی اللہ عنہ سے جُدائی نہ ہو۔ اور دنیا میں مجھ غریب کو آپ کے اہلبیت رضی اللہ عنہم اپنی کنیزوں میں رکھیں۔ اور میری تمام عمر آپ رضی اللہ عنہ کی پاک بیبیوں رضی اللہ عنہن کی خدمت میں گزر جائے۔

حضرت امامِ عالی مقام رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ تمام عہدوپیماں ہوگئے اور سیدُنا وَہب رضی اللہ عنہ نے بھی عرض کردیا کہ یا امامِ عالی مقام رضی اللہ عنہ! اگر حضور تاجدارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی شَفاعت سے مجھے جنّت ملی تو میں عرض کروں گا یارسولَ اللہ! عزَّوجلَّ وصلی اللہ علیہ وسلم یہ بی بی میرے ساتھ رہے کہ میں نے اس سے عہد کیا ہوا ہے۔ **حسینی دولھا** سیدُنا وَہب رضی اللہ عنہ امامِ عالی مقام رضی اللہ عنہ سے اجازت لے کر میدان میں چل دیئے۔ یہ دیکھ کر لشکرِ اَعداء پر لرزہ طاری ہوگیا کہ گھوڑے پرایک ماہر سَوار ہے جو اَجَلِ ناگہانی کیطرح لشکر کی طرف بڑھا چلا آرہا ہے ہاتھ میں نیزہ ہے دُوش پر سِپَر ہے او دل ہِلادینے والی آواز کے ساتھ یہ رَجز پڑھتا آرہا ہے۔

اِمِیْرُ الْحُسَیْنُ وَنِعْمَ الْاَمِیْر
لَہٗ لَمْعَۃٌ کَالسِّرَاجِ الْمُنِیْر

یعنی حضرتِ حسین رضی اللہ عنہ امیر ہیں اور بہُت ہی اچھے امیر۔ان کی چمک دمک روشن چراغ کی طرح ہے۔

ایں چہ دوقست کہ جاں می بازو
وَہب کلبی بسگِ کوئے حسین
دستِ او تیغ زند تاکہ کنند
روئے اشرار چو گیسوئے حسین

برقِ خاطِف کی طرح میدان میں پہنچے،کوہ پیکر گھوڑے پر سپہ گری کے فنُون دکھائے، صَفِ اَعداء سے مُبارِز طلب فرمایا،جو سامنے آیا تلوار سے اُس کا سر اڑایا۔گردوپیش خُود سروں کے سروں کا اَنبار لگادیا۔ناکَسوں کے تَن خاک وخون میں تڑپتے نظر آنے لگے۔یکبار گی گھوڑے کی باگ مُوڑدی اور ماں کے پاس آکر عرض کیا کہ اے مادرِ مُشفِقہ! تُو مجھ سے اب تو راضی ہوئی؟اور دلہن کی طرف پہنچے جو بے قرار رو رہی تھی اور اس کو صَبْر کی تلقین کی۔اس کی زبان حال کہتی تھی۔

جان زغم فرسُودہ دَارَم چوُں نہ نالم آہ آہ
دل بَدَرْد آلودہ دارَم چوُں نہ گِریَم زار زار

اِتنے میں اَعداء کی طرف سے آواز آئی۔ھَلْ مِنْ مُّبَارِز؟یعنی کوئی ہے مقابلہ پر آنے والا؟سیِّدناوَہب رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سَوار ہوکر میدان کیطرف روانہ

ہوئے۔ نئی دلہن ٹکٹکی باندھے اُن کو جاتا دیکھ رہی ہے اور آنکھوں سے آنسوؤں کے دریا بہا رہی ہے۔

حسینی دولہا شیر ژیاں کی طرح تیغِ آبدار و نیزۂ جاں شکار لے کر معرکۂ کارزار میں صاعقہ وار آپہنچا۔ اِس وقت میدان میں اعداء کیطرف سے ایک مشہور بہادر اور نامدار سوار حَکَم بن طفیل جو غرورِ نبرد آزمائی میں سرشار تھا۔ تکبّر سے بَل کھاتا ہوا لپکا سیدنا وہب رضی اللہ عنہ نے ایک ہی حملے میں اس کو نیزہ پر اٹھا کر اس طرح زمین پر دے مارا کہ ہڈیاں چکنا چُور ہوگئیں اور دونوں لشکروں میں شور مچ گیا۔ اور مُبارِزوں میں ہمّت مقابلہ نہ رہی۔

سیدنا وہب رضی اللہ عنہ گھوڑا دوڑاتے ہوئے قلبِ دشمن پر پہنچے۔ جو مُبارِز سامنے آتا اس کو نیزہ کی نوک پر اٹھا کر خاک پر پٹخ دیتے۔ یہاں تک کہ نیزہ پارہ پارہ ہوگیا۔ تلوار میان سے نکالی اور تیغ زنوں کی گردنیں اُڑا کر خاک میں ملادیں۔ جب اعداء اس جنگ سے تنگ آگئے تو عمرو بن سعد نے حکم دیا کہ سپاہی اس نوجوان کے گرد ہجوم کرکے حملہ کریں اور ہر طرف سے یکبارگی ٹوٹ پڑیں چُنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ جب **حُسینی دولہا** زخموں سے چور ہوکر زمین پر تشریف لائے تو سیاہ دِلانِ بد باطن نے ان کا سر کاٹ کر حُسینی لشکر کی طرف اُچھال دیا۔ ماں اپنے لختِ جگر کے سَر کو اپنے منہ سے ملتی تھی اور کہتی تھی اے بیٹا، میرے بہادر بیٹا! اب تیری ماں

، تجھ سے راضی ہوئی ۔پھر وہ سر اسکی دلہن کی گود میں لاکر رکھ دیا۔دلہن نے سر کو بوسہ دیااور ایک جُھرجُھری لی اوراُسی وقت پروانہ کی طرح اُس شمع جمال پر قربان ہوگئی اور اس کی روح **حُسینی دولہا** سے ہم آغوش ہوگئی ۔ (رضی اللہ عنہما)

سُرخروئی اسے کہتے ہیں کہ راہ حق میں
سر کے دینے میں ذرا تو نے تاَمُّل نہ کیا

اَسْکَنَکُمَا اللہُ فَرَادِیْسَ الْجِنَانِ وَاَغْرَقَکُمْ فِی بِحَارِ الرَّحْمَۃِ الرِّضْوَانِ

(سوانح کربلا ص۱۱۸ تا۱۲۳)

روم کی شہزادی

حضرت شیخ محمد الواعظ الرَّهاوِی رحمۃ اللہ علیہ "جامعُ المُعجِزَات "میں نقل کرتے ہیں،لشکرِ رُوم نے بیس۲۰ مجاہدین کو قید کرکے قیصرِ رُوم کے دربار میں پیش کیا،قیصر نے قیدی صَحابہ رضی اللہ عنہم سے کہا،عیسائی بن جاؤ تو جان کی امان پاؤ گے۔اُنہوں نے جواب دیا،نہیں ،ہرگز نہیں ہم نُور سے ظلمت یعنی روشنی سے اندھیرے کی طرف کسی صُورت نہیں جائیں گے۔قیصرِ رُوم یہ جواب سن کر آگ بگولہ ہوگیا اور اس نے گرج کر جَلّاد کو حکم دیا،"فُلاں جوان قیدی کے علاوہ باقی سب کے سر اڑادو۔"چنانچہ یکے بعد دیگرے ۱۹ صَحابہ ٔکرام علیہم الرضوان کو شہید کردیا گیا۔اس نوجوان صَحابی رضی اللہ عنہ کو اسلئے شہید نہیں کیا گیاکہ وہ بے حد

حُسین اور نہایت ہی ذہین تھے۔عیسائیوں نے طرح طرح کے لالچ دے کر ان کو دینِ اسلام سے مُنحَرِف کرنے کی کوشش کی مگر وہ ہر پیشکش کو ٹھکراتے رہے۔

قیصرِ رُوم کا دربار آراستہ ہے، وہ اپنے مُشیرانِ کار سے کہہ رہا ہے، مسلمان قیدی کے بارے میں تم لوگوں کی کیارائے ہے؟جواب ملتا ہے،عالی جاہ!اسے عیسائی بنانا ممکن ہے مگر کہتے ہوئے ڈر لگتا ہے۔قیصر بولا،ڈر کس بات کا؟تمہیں جان کی امان ہے۔اپنے دل کی بات کہو!وہ بولے،عالی جاہ!آپ کی شہزادی حسن وجمال میں تمام سلطنت میں بے مثال ہے وہ یہ کام کرسکتی ہے۔ وہ کہتاہے،پرواہ نہیں یہ بھی کر دیکھتے ہیں۔چنانچہ **رُوم کی شہزادی** کو آمادہ کرلیا جاتا ہے۔

شہزادی بن سنور کر نوجوان صحابی رضی اللہ عنہ کے کمرہ میں آتی ہے۔وہ قبلہ رُو ہوکر سورۃُ الْفَتْح کی تلاوت شروع کردیتے ہیں شہزادی تلاوت سننے میں مگن ہوجاتی ہے۔جب وہ اس آیتِ کریمہ ،"مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ"الخ پر پہنچتے ہیں توروپڑتے ہیں۔اب رو رو کر اِسی نام کی تکرار کررہے ہیں۔**رُوم کی شہزادی** بھی جذبات تأثُّر سے مَغلُوب ہوکر رونے لگتی ہے اور قریب آکر کہتی ہے، تمہیں اسی مقدّس ہستی کا واسطہ جس کانام لے لے کررو رہے ہو میں جو کچھ پوچھوں اس کا سچ سچ جواب دینا۔میں نے شاعِروں اور شُعلہ بیان مقرِّروں کو سنا ہے۔مگر جو کلام تم پڑھ رہے ہو وہ میرے دل و دماغ پر اثر کرچکا ہے۔یہ کس کا کلام ہے؟جواب دیا،یہ

کسی شاعر کا نہیں اللہ عزوجل کا کلام ہے۔ پوچھا، یہ محمد ﷺ کون ہیں اور اس میں کیا راز ہے کہ تم ان کا نام لے لے کر رو رہے تھے۔ فرمایا، حضرت محمدِ مَدَنی ﷺ اللہ عزوجل کے آخری رسول اور میرے بہُت ہی پیارے آقا ہیں۔ رہی بات میرے رونے کی، تو کیا بتاؤں؟ میں ان کے فیضانِ صحبت اور ان کی زیارت سے محروم یہاں کوسوں دور قید میں پڑا ہوں اور ان کے ہجر و فراق میں رو رہا تھا۔

یوں دور ہوں تائبؔ میں حریمِ نبوی سے
صحرا میں ہو جس طرح کوئی شاخِ بُریدہ

شہزادی اور بھی متأثر ہوئی اور کہنے لگی، کیا تم مجھے حضرت محمدِ مَدَنی ﷺ کی زیارت کرواسکتے ہو؟ کہا، یہ کیسے ممکن ہے؟ میں تو تم لوگوں کا قیدی ہوں۔ وہ بولی، قید سے چھڑانا میرا کام پھر زیارت کروانا تمھارا کام۔ بولو منظور ہے؟ اُنہوں نے فرمایا، منظور ہے۔ چنانچِہ شہزادی اَصطَبل سے دو عمدہ نسل کے سُبک رفتار گھوڑے لیتی ہے۔ اَسلِحہ سے آراستہ ہوتی ہے۔ اور دونوں سوار ہو کر رات کی تاریکی میں نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ اعلیٰ نسل کے گھوڑے ہوا سے باتیں کر رہے ہیں۔ یہاں تک کہ صبح دم وہ قیصر کی حُدُود عُبُور کر کے اسلامی سلطنت میں داخِل ہو جاتے ہیں۔ یکایک وہ اپنے پیچھے گھوڑوں کی ٹاپ سنتے ہیں۔ **رُوم کی شہزادی** گھبرا کر فوراً کمان پر تیر چڑھا کر پلٹ پڑتی ہے۔ پیچھے تھوڑے ہی فاصلے پر سبز لباس میں ملبوس اُنیس 19

گھوڑے سوار چاند سے چہرے چمکاتے کھڑے ہیں۔ شہزادی کا سر ایک دم عقیدت سے جھک جاتا ہے۔بے اختیار اس کی زبان سے نکلتا ہے،یہ دشمنوں والے چہرے نہیں ہیں۔آپ ہی پہچانیں یہ کون ہیں!انہیں دیکھتے ہی اس صحابی رضی اللہ عنہ کا چہرہ خوشی سے دمک اٹھتا ہے وہ حیرت سے کہتے ہیں،اللہُ اکبر!عزوجل یہ تو وُہی میرے رُفقاء ہیں جنہیں قیصر نے شہید کردیا تھا!یہ جب ان کے قریب جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں:-

"ہم شہید ہیں ہمیں شہادت کے بعد ایسی زندگی عطا کی گئی ہے جس کا تم تصوّر بھی نہیں کرسکتے ۔ تمہیں مبارک ہوکہ چالیس ۲ روز کے بعد تم بھی ہم سے آملوگے۔"

اتنا کہنے کے بعد وہ شُہَداء اپنے گھوڑے کو اَیڑھ لگاتے ہیں،گھوڑے سَرپَٹ دوڑنے لگتے ہیں اور دیکھتے ہیں دیکھتے نگاہوں سے اوجھل ہوجاتے ہیں۔

صبح تڑکے وہ صَحابی رضی اللہ عنہ اور شہزادی ایک صحرا میں داخل ہوجاتے ہیں۔ جہاں مجاہِدین نے پڑاؤ ڈال رکھا تھا۔دونوں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے خَیمۂ مبارکہ کے قریب آتے ہیں، اجازت لے کر جب خَیمے میں داخل ہوئے تو معلوم ہواکہ اللہ عزوجل کے محبوب ،دانائے غُیوب منزہ عن کل عیوب صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہی سے انکے انتِظار میں ہیں۔شہزادی کی دیوانگی دیکھنے والی ہے۔عرض کررہی ہے ، یارسولَ اللہ!

عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم اس اللہ ربّ العزت کا شکر ہے، جس نے مجھے آپ کی زیارت کی سعادت بخشی ۔میں اللہ عزوجل کی وَحدانیت اور آپ کی رسالت پر ایمان لاتی ہوں۔الحمدللہ عزوجل شہزادی مسلمان ہوجاتی ہے اور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم اُس کانکاح اُسی صَحابی کے ساتھ فرمادیتے ہیں۔

چالیسؔ روز کے بعد اِعلان ہوتاہے، "شجرِ اسلام کی آبیاری کے لئے جانبازوں کے خون کی ضَرورت ہے۔سرکارِ نامدار صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ پر تشریف لے جارہے ہیں۔ مجاہدینِ جاں نثار، سرکارِ والا تبار صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پہ نثار ہونے کیلئے تیّار ہوکر آ جائیں۔" چنانچِہ وہ نوجوان صَحابی بھی جن کی نئی نئی شادی ہوئی ہے لشکر کیساتھ چل پڑتے ہیں۔دشمن سے مُڈ بھیڑ ہوتے ہی گھمسان کا رَن پڑتا ہے پہلی ہی جھڑپ میں وہ نوجوان دولھا شہید ہوجاتے ہیں۔غزوہ سے فراغت کے بعد جب سرکارِمدینۂ منوَّرہ ،سردارِمکۂ مکرَّمہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینۂ طیِّبہ کیطرف تشریف لاتے ہیں،باشِندگانِ مدینۂ پاک استقبال کیلئے شہر سے باہَر اُمنڈ آتے ہیں ۔اُن میں رُوم کی شہزادی بِنتِ قیصر جو اب صَحابِیّہ بن چکی ہیں بھی شامل ہیں۔اچانک شَہَنشاہِ مدینۂ منورہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سَواری آجاتی ہے۔یوں معلوم ہوتاہے جیسے ستاروں میں بدرِ کامل یعنی چودھویں[14] کا چاند نکل آیا ہے۔بنتِ قیصر اپنے وُجود کو پردے میں چُھپا کر باادب کھڑی ہیں جوں ہی اللہ عزوجل کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم قریب سے گزرے۔لگام تھام کر

بھرّائی ہوئی آواز میں عرض کرتی ہیں، آقا! ''وہ'' نظر نہیں آرہے! سرکارِ دوعالم ﷺ کی چشمانِ کرم سے آنسو ٹپک پڑتے ہیں۔ بنتِ قَیصر شہادت کی خبر سن کر رونے لگتی ہیں، پھر گھر آکر غُسل کر کے عمدہ لباس پہن کر نَفل ادا کرتی ہیں اور دُعاء مانگتے مانگتے سَجدے میں گرجاتی ہیں، عَین سجدے کی حالت میں اُن کی روح قفسِ عُنصری سے پرواز کرجاتی ہے [1]۔ اناللہ وانّآ الیہ راجِعون ہ (جامع المعجزات)

صَلُّوا علَی الْحبیب! صلَّی اللہ علٰی محمد

رونا کام آگیا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اور مجھے پردے میں رہ کر سننے والی اسلامی بہنو! نیز INTERNET کے ذریعے دنیا کے مختلف ممالک میں سننے والو! دیکھا آپ نے؟ ان صحابی کے دل میں ایمان کس قدر راسخ ہوچکا تھا۔ یہ عشق کے صرف دعوے کرنے والے نہیں حقیقی معنوں میں مخلص عاشقِ رسول ﷺ تھے۔ عشقِ رسول ﷺ میں ان کا آنسو بہانا کام آگیا۔ **رُوم کی شہزادی** جو بہ نیّت شکار آئی تھی خود اسیر بن کر رہ گئی۔ ان کا عشقِ رسول ﷺ میں رونا مرحبا!

شعر

رہی عمر بھر جو اَنیسِ جاں تو بس آرزوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم رہی
کبھی اَشک بن کے رَواں ہوئی کبھی دَرد بن کے دَبی رہی

---

[1] جامع المعجزات (مُترجَم) ص ٦٣ تا ٦٧۔ ۔احمد رضا ابن عطار

جو حقیقت میں مصطفٰے ﷺ کا دیوانہ ہوتا ہے دُنیا اس کی دیوانی ہوتی ہے۔ وہ نوجوان صحابی اللہ عزوجل کے محبوب دانائے غیوب منزہ عن کل عیوب ﷺ کے حقیقی دیوانے تھے ان کے دیدار نے **رُوم کی شہزادی** کو دیوانی بنادیا مگر اُنہوں نے اُس کی طرف دیکھا تک نہیں۔

دیوانہ کردیا ہے دیوانہ ہوگیاہوں
دیکھا ہے میں نے ایسا جلوہ تری گلی میں

دیوانگی پہ میری ہنستے ہیں عقل والے
رَستہ تری گلی کا پوچھا تری گلی میں

سورج تجلّیوں کا ہر دم چمک رہاہے
دیکھا نہیں کسی دن سایہ تری گلی میں

موت وحیات میری دونوں ترے لئے ہیں
مرنا تری گلی میں جینا تری گلی میں

تختِ سکندری پر وہ تھوکتے نہیں ہیں
بستر لگاہوا ہے جن کا تری گلی میں

کس چیز کی کمی ہے مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تری گلی میں
دنیا تری گلی میں عُقبیٰ تری گلی میں

راحتِ دنیا کے منہ پر ٹھوکر ماردی

اُس نوجوان صحابی رضی اللہ عنہ کا عزم واستقلال اور ایمان پر استقامت مرحبا! ذرا غور توفرمایئے! نگاہوں کے سامنے ۱۹ رُفقاء جامِ شہادت نوش کرگئے مگر اس کے پائے ثَبات کو ذرا بھی لغزش نہیں آئی۔ نہ دھمکیاں ڈرا سکیں نہ ہی قیدوبند کی صُعُوبتیں اسے اپنے عزم سے ہٹا سکیں۔ مصائب وآلام کا ہُجوم اسکو اپنی جگہ سے بالکل نہ ہِلاسکا حق وصداقت کا

حامی مصیبتوں کی کالی کالی گھٹاؤں سے بالکل نہ گھبرایا۔طوفانِ بلا کے سیلاب سے اس کے پائے ثبات میں جنبش تک نہ ہوئی-خداومصطفٰے عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم کا شیدائی دنیا کی آفتوں کو بالکل خاطر میں نہ لایا۔بلکہ راہِ خدا عزوجل میں پہنچنے والی ہر مصیبت کا اس نے خوش دلی کے ساتھ خیر مقدم کیا،نیز دنیا کے مال اور حُسن وجمال کا لالچ بھی اس کے عزائم سے اس کو نہ ہٹا سکا اور اس مردِ غازی نے اسلام کی خاطر ہر طرح کے راحتِ دنیا کے منہ پر ٹھوکر ماردی۔

یہ غازی یہ تیرے پُراسرار بندے
جنہیں تو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی
ہے ٹھوکر سے دونیم صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی
دوعالَم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذّتِ آشنائی

شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

آخرِ کار اللہ عزوجل نے رہائی کے بھی خوب اَسباب فرمائے۔بارگاہِ رسالت کی باریابی بھی نصیب ہوئی۔**رُوم کی شہزادی** مسلمان ہوگئی اور دونوں رِشتۂ اِزدواج میں منسلک بھی ہوگئے۔اور صرف چالیس دن خوشیوں کی بہاریں لوٹ کر وہ مخلص عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نوجوان صحابی راہِ خدا عزوجل میں سفر کرکے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر نثار ہوگئے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر آپ بھی دونوں جہاں کی سرخروئی کے تمنائی ہیں تو **دعوتِ اسلامی** کے سنتوں کی تربیت کے **مدنی قافلوں** میں سفر کرتے رہنے کا معمول بنالیجئے۔